تقریر

تقریر بابت صداقت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ (المومن:52)

ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان جناب امیر مینائی کے ایک معروف و مشہور شعر کا دوسرا مصرع ”پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا“ ہے۔
جناب شاعر موصوف کا مکمل شعر کچھ یوں ہے۔

آہوں سے سوزِ عشق مٹایا نہ جائے گا
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

شاعر نے تو یہاں مجازی معنوں میں عشق کی آگ کو چراغ سے تشبیہ دے کر کہا ہے کہ عشق کی یہ آگ اب اِس قدر بھڑک چکی ہے کہ مخالفین اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اِسے بجھانا بھی چاہیں تو وہ بجھا نہیں سکیں گے۔ گو شاعر نے اس مصرع کو مجازی عشق و محبت کی آگ سے تشبیہ دی ہے لیکن مَیں آج اپنی تقریر کو روحانی اور مذہبی و دینی معنوں تک محدود رکھوں گا جس کی تصدیق ہمیں قرآن کریم کی سورۃ الصفّ کی محوّلہ بالا آیات سے ہوتی ہے جن کی مَیں نے تقریر کے آغاز میں تلاوت کی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

سامعین! اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کمال حسنِ تام سے سوزِ عشق کو ”نور“ سے تعبیر کر کے اِسے وہ روحانی چراغ قرار دیا ہے جو انبیاء، اصفیاء، اولیاء اور مجدّدین کے ماننے والوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لیے روشن کیا جاتا ہے اور مذہبی جماعتوں کے مخالفین، معاندین اور دشمن اِسے بجھانے کے درپے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کے الفاظ سے مؤمنوں کو تسلی دیتا ہے کہ دشمن، عدوّ اور معاندین اِس نور کو ختم کرنے یا اِسے کم کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں اور بزُعم خود یہ گمان کر لیتے ہیں کہ ہم نے اِس نور کو، اِس چراغ کی روشنی کو مدہم کر دیا ہے لیکن اُن کی کیفیت اُن دیہاتی خواتین کی طرح ہوتی ہے جن کے مُونہہ کی پھونکیں اُن کے گھروں کے چولہوں کے آلاؤ کو مزید روشن کر دیتی ہیں یا اُن کی مثال گیس کے اُس لیمپ سے دی جا سکتی ہے جس میں لگے منٹل کو گویا دیا سلائی سے آگ لگائی جاتی ہے لیکن ہوا کے پریشر سے اُسے روشن کیا جاتا ہے۔ یہ ہوا کا پریشر مونہہ کی پھونکوں کے ہی مترادف ہے۔ ہمارے خلفائے کرام مخالفین کی اِن معاندانہ کاروائیوں کو کھاد سے بھی تعبیر کرتے آئے ہیں جو کھیتوں میں ہریالی لانے کا موجب بنتی ہے اور جس سے درخت، پودے اور فصل سرسبز و شاداب ہوتے ہیں۔

معزز سامعین! جب بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی مامور کو دنیا میں بھیجا جاتا ہے انسانیت ابتدائی طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک گروہ کے افراد سچائی کو تسلیم کر کے احسنِ تقویم بن جاتے ہیں تو دوسری جانب مکذبین اسفلَ سافلین میں گرا دیے جاتے ہیں۔ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب دنیا میں تشریف لائے تو ابولہب اور ابوجہل جیسے بہت سے کردار، حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے اور اِنہوں نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح اپنے منہ کی پھونکوں سے

اس آسمانی نور کو مٹادیں لیکن یہ لوگ ناکام ونامراد ہوئے اور اِن کے منصوبے پارہ پارہ کر دیے گئے۔ اِسی طرح آپؐ کی بعثت سے قبل بھی اور آپؐ کی وفات کے بعد بھی جب بھی قادر وتوانا خدا نے ہدایت کی کوئی شمع روشن کی تو ابلیسیت اپنے تکبر وغرور میں پاگل ہو کر تمامتر توانائیوں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوگئی۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو پھیلنے نہ دیں۔ لیکن اللہ جو متقیوں کا نصیر ہوتا ہے اُن کی اِعانت خود پر فرض کر لیتا ہے کیونکہ یہ اُس کا اٹل فیصلہ ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا آیت جس کی تلاوت مَیں تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں، کے تحت فُٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو یقینی طور پر اپنی طرف سے نصرت یافتہ قرار دیتا ہے۔ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ سے مراد قیامت یعنی فیصلہ کا دن ہے جس میں مجرموں کے خلاف متعدد ناقابلِ تردید شہادتیں پیش ہوں گی"

(ترجمۃُ القرآن صفحہ 840)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں جس اذان کی خاطر حضرت عروہ بن مسعودؓ نے اپنی جان دی تھی وہ دنیا کے کونے کونے میں گونجنے لگی۔ وہ نماز جس کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود پر آلائشیں ڈال دی جاتی تھیں بستی بستی ادا کی جانے لگی۔ وہ قرآن جس کی تلاوت کی پاداش میں مکہ میں مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا تھا گھر گھر پہنچ گیا اور ببانگِ دُہل تمام اکنافِ عالَم میں اللہ اکبر اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائیں گونج رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اس مخالفت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دن ہی سارا مکہ آمنّا وصدقنا کہہ کر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی۔ جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 226)

پھر آپؑ اس مخالفت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کہ کسی نے ٹھگ کہہ دیا، کسی نے دکاندار اور کافر اور بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادیں، مگر وہ کامیاب نہیں ہوسکتے۔ نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔"

(الحکم جلد5، مورخہ 24؍ جنوری 1901ء)

سامعین! جماعت احمدیہ کے آغاز سے لے کر آج تک مخالفینِ احمدیت کی طرف سے تمسخر اور استہزاء، کذب وافتراء اور ظلم وستم کی ساری تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جماعت کی مخالفت کی جو لہریں اٹھتی رہیں کبھی کبھی ان میں غیر معمولی شدّت پیدا ہو جاتی رہی ہے اور انفرادی یا مقامی طور پر ہی نہیں بلکہ مخالفین کی اجتماعی اور منظّم سازشوں کے نتیجہ میں ظلم وستم کی کارروائیاں بہت بڑھ جاتی رہیں اور بعض اوقات جب حکومت اور اس کی انتظامیہ بھی اس سازش کا حصہ بنی اور مختلف قوانین کا سہارا لے کر اپنے خیال میں اسے نابود کرنے کے منصوبے بنائے تو اس خدائے بزرگ وبرتر نے جو صبر کرنے والوں اور تقویٰ اور راستی سے کام لینے والوں کو کبھی بے یارومددگار اور مخذول نہیں چھوڑتا اپنی قدرت کے زبردست نشانوں سے ان کی مدد فرمائی اور انجام کار انہیں فتح اور کامیابی سے نوازا اور ان کے دشمنوں کو مغلوب، رُسوا اور شرمندہ کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسولؐ کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو! میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اُسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اِس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اِس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148 ایڈیشن 1985ء)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"جب الٰہی جماعتوں کی ابتلا سے گزرنے کی مثالیں سامنے آتی ہیں تو توجہ فوراً پاکستان کے احمدیوں کی طرف خاص طور پر پھر جاتی ہے اور پھر چند دوسرے ممالک بھی ہیں جہاں احمدیوں پر سختیاں روا رکھی جارہی ہیں۔ آج پاکستان کے احمدی ذہنی اور جسمانی اذیت سے گزرنے کے ساتھ ساتھ جان اور مال کی قربانیاں بھی پیش کر رہے ہیں۔ اسی طرح عرب ممالک میں احمدی ہیں جن کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل روزانہ کی ڈاک میں بیعتوں کے خطوط آتے ہیں۔ ان عرب ملکوں میں بھی احمدی ہونے کی وجہ سے مشکلات ہیں اور ان ملکوں کے احمدی بھی اصحابِ کہف کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ پاکستان کی تو پُرانی جماعت ہے اور بلاخوف اپنے ایمان کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ کسی احمدی کی احمدیت چھپی ہوئی نہیں ہے، پتہ لگ ہی جاتا ہے۔ لیکن نئے شامل ہونے والوں کے لئے یہ اظہار بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثریت ان شامل ہونے والوں کی پُرجوش بھی ہے اور ایمان میں ترقی کرنے والوں کی بھی ہے لیکن بعض کمزور بھی ہوتے ہیں۔ وسیع طور پر ایک جگہ جمع ہونے یا باجماعت نماز کی ادائیگی یا جمعہ پڑھنے سے روکا جاتا ہے اور پھر جماعت کے استحکام کے لئے بعض دفعہ ضروری بھی ہوتا ہے اور بعض انتظامی اقدامات احمدیوں کی حفاظت کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ یہ بعض دفعہ عرب ملکوں سے بڑے بے چین ہو کر مجھے لکھتے ہیں کہ کب تک ہم اسی طرح گزارہ کریں گے۔ تو مَیں ان کو اصحابِ کہف کی مثال دے کر ہمیشہ صبر کی تلقین کیا کرتا ہوں۔ یہ دن ان شاء اللہ تعالیٰ بدلنے ہیں اور انبیاء کی تاریخ بتاتی ہے کہ بدلتے ہیں اور بدلیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پس ان مسلمان ملکوں کے احمدی جو بعض اوقات اس وجہ سے پریشان ہو جاتے ہیں کہ کب تک ہم چھپ کر اپنے پروگرام کریں گے، حتّٰی کہ جیسے مَیں نے کہا کہ نماز اور جمعہ بھی چھپ کر پڑھیں گے تو ان سے مَیں کہتا ہوں کہ آپ کو تو ابھی اس مزے کا احساس نہیں ہے جو براہِ راست خلافت کے زیرِ سایہ اجتماعوں اور جلسوں کا پاکستانی احمدیوں کو ملا ہے۔ لیکن اس کے باوجود گزشتہ اٹھائیس سالوں سے مسیح محمدی کے یہ غلام اپنے ایمانوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت ہر طرح قربانی کر کے کرتے چلے جارہے ہیں۔ اتنے عرصے کی بندش اور مستقل اذیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن صبر و استقامت کے یہ پیکر مرد، عورت، بوڑھے، بچے یہ قربانیاں دیتے چلے جارہے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ کی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ تین سو سال سے زائد عرصہ تک رہنے والی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ ہمیں کامیابیوں اور فتوحات کے قریب تر لے جاتی چلی جارہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے قیام کے مقصد کے حصول کی کوشش چند ملکوں میں جماعت پر سختیوں سے بند نہیں ہوگئی۔ جماعت احمدیہ کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا اور توحید کے قیام کا کام ہے۔ ان مخالفتوں، دشمنیوں اور پابندیوں سے یہ کام ختم نہیں ہوگیا۔ جماعت احمدیہ ہر دن ایک نئی شان سے اپنی ترقی کو طلوع ہوتا دیکھتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2010ء)

سامعین! مَیں نے اسی موضوع پر تقریر نمبر 1 میں جماعت کے ترقیات کا مختصر جائزہ لیا ہے۔ اِس جگہ پر جماعت کے بنیادی انسٹیٹیوٹشن خلافت کی حفاظت اور ترقیات کا ذکر مختصراً کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو پھیلانے کے لئے ایک مقدس ذریعہ جو جماعت احمدیہ کو عطا کر رکھا ہے وہ خلافت ہے۔ آج روئے زمین پر یہ نعمت جماعتِ احمدیہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔ دشمن نے اِس نعمت کو چھیننے اور ختم کرنے کے لئے بہت سے منصوبے بنائے، بہت سی کوششیں کیں۔ آخری اور سب سے بڑی کوشش فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کے دَور میں ہوئی جب اُس نے بدنام زمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کی وجہ سے خلیفہ وقت ایک اسلامی اصطلاح استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے پاکستان میں قیام کے دوران اپنا آخری خطبہ جمعہ مسجدِ اقصیٰ میں کسی اور خطیب کی اقتداء میں سُنا اور نمازِ جمعہ ادا کی۔ آپ کو قید کرنے اور سزا دینے کے پروانے جاری ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے ہجرت کے سامان پیدا فرمائے اور حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ بخیریت لندن تشریف لے آئے اور پھر سب نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لندن تشریف لانے کے بعد جہاں اُن کی خلافت کے باقی ماندہ 19 سالہ دَور میں نہ صرف خلافت مضبوط ہوئی بلکہ دنیا بھر کے احمدیوں کے خلیفۃُ المسیح سے روابط بڑھے، بڑی سُرعت سے خلیفۃُ المسیح کے دنیا بھر کی جماعتوں کے دورے ہونے لگے، لوگوں کا خلافت سے پیار بڑھنے لگا، جماعت دنیا کے کونوں کونوں میں پھیلنے لگی، چندوں کا نظام مضبوط ہوا اور جماعتی جائیدادوں جیسے مساجد، مشن ہاؤسز، اسکولز و کالجز میں کثرت سے اضافہ ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28؍ دسمبر 1984ء کو بمقام پیرس (فرانس) خطبہ جمعہ میں فرمایا۔
"خلافت کے قلع قمع کی ایک نہایت بھیانک سازش تھی جس کی پہلی کڑی یہ سوچی گئی تھی کہ خلیفہ وقت کو اگر وہ کسی طرح بھی مسلمان ظاہر کرے اپنے آپ کو تو فوری طور پر قید کر کے تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دیا جائے اور ہمارے آنے کے بعد جو اطلاعیں ملیں ان سے معلوم ہوا کہ یہ آرڈرز جاچکے تھے بلکہ بعض حکومت کے افسران نے جو بڑے ذمہ دار اور اوپر کے افسران ہیں انہوں نے بعض احمدیوں کو بتایا کہ حیرت کی بات ہے تم لوگ کس طرح اتنی جلدی حرکت میں آگئے اور تمہیں

کیسے پتہ چلا کہ کیا ہونے والا ہے کیونکہ آرڈرز یہ تھے کہ اگر یہ خطبہ دے جو آرڈیننس کے دوسرے دن آرہا تھا تو خطبہ چونکہ ایک اسلامی کام ہے اور صرف اسی بہانے پر اس کو پکڑا جاسکتا ہے کہ تم مسلمان بنے ہو خطبہ دے کر، تشہد پڑھا ہے اس کے نتیجہ میں پکڑا جاسکتا ہے تو اگر خطبہ دے تو تب پکڑو اور اگر خطبہ نہ دے تو پھر کوئی بہانہ تلاش کرو اور ایک بھی مسجد میں ربوہ کے اگر اذان ہو جائے یا کوئی اور بہانہ مل جائے تو تب بھی اس کو پکڑلو اور آخری آرڈر یہ تھا کہ اگر کوئی بہانہ نہ بھی ملے تو تراشو اور پکڑو۔ مراد یہ تھی کہ خلیفہ وقت اگر ربوہ میں رہے تو ایک مردہ کی حیثیت سے وہاں رہے اور اپنے فرائض منصبی میں سے کوئی بھی ادا نہ کرسکے۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار ہو ایک مردہ کی طرح زندہ رہنے پر تیار ہو تو ساری جماعت کا ایمان ختم ہو جائے گا، ساری جماعت یہ سوچے گی کہ خلیفہ وقت ہمیں تو قربانیوں کے لئے بلا رہا ہے، ہمیں تو کہتا ہے کہ اسلام کا نام بلند کرو اور خود ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتا۔ چنانچہ جماعت کے ایمان پر حملہ تھا یہ اور اگر خلیفہ وقت بولے جماعت کا ایمان بچانے کے لئے تو اس کو تین سال کے لئے جماعت سے الگ کردو۔ چونکہ نظام جماعت ایک نئے خلیفہ کا انتخاب کر ہی نہیں سکتا جب تک پہلا خلیفہ مر نہ جائے اس وقت تک اس لحاظ سے تین سال کے لئے جماعت اپنی مرکزی قیادت سے محروم رہ جائے گی اور جس جماعت کو خلیفہ وقت کی عادت ہو جو نظام خلیفہ کے محور کے گرد گھومتا ہو اس کو کبھی بھی خلیفہ کی عدم موجودگی میں کوئی انجمن نہیں سنبھال سکتی... ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اسی طرح تسکین پا جائیں۔ تو تین سال کا عرصہ جماعت سے خلافت کی ایسی علیحدگی کہ کوئی رابطہ قائم نہ رہ سکے یہ اتنی خوفناک سازش تھی کہ اگر خدانخواستہ یہ عمل میں آجاتی تب آپ کو اندازہ ہوتا کہ کتنا بڑا حملہ جماعت کی مرکزیت پر کیا گیا ہے۔ ساری دنیا کی جماعتیں بے قرار ہو جاتیں اور ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہ رہتا، کچھ سمجھ نہ آتی کہ کیا کر رہے ہیں، کیا کرنا ہے اور پھر جذبات سے بے قابو ہو کر غیر ذمہ دارانہ حرکتیں بھی ہو سکتی تھیں۔ جس طرح شدید مشتعل جذبات کو اور زخمی جذبات کو اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی سنبھالنے کی، خلیفہ ٔوقت کی عدم موجودگی یا بے تعلقی کے نتیجہ میں تو ناممکن تھا کہ جماعت کو اس طرح سے کوئی سنبھال سکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 757-769)

پھر فرمایا۔

"خلیفہ کی زندگی پر بھی حملہ کرسکتے تھے اور اس صورت میں جماعت کا اٹھ کھڑے ہونا اور اپنے قویٰ پر سے قابو کھو دینا، جذبات سے بھی قابو کھو دینا اور دماغی کیفیات پر سے بھی نظم و ضبط کے کنٹرول اتار دینا ایک طبعی بات تھی۔ ناممکن تھا کہ جماعت ایسی حالت میں کہ ان کو پتہ ہے کہ خلیفہ وقت ایک کلیۃً معصوم انسان ہیں، ان باتوں میں ہماری جماعت کبھی پڑی نہ پڑ سکتی ہے، اس پر جھوٹے الزام لگا کر ایک بدکردار انسان نے اسے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ناممکن تھا کہ جماعت اس کو برداشت کر سکتی ۔ جبکہ برداشت کرنے کے لئے خلافت کا جو ذریعہ خدا نے بخشا ہے اس کی رہنمائی سے محروم ہو تو اس صورت میں جماعت کا کوئی بھی ردعمل ہو سکتا تھا جو اتنا بھیانک ہو سکتا تھا اور اتنے بھیانک نتائج تک پہنچ سکتا تھا کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان باتوں کا ہمیں پہلے علم نہیں تھا۔ ایک رات، جس رات یہ فیصلہ ہوا ہے اس رات خدا تعالیٰ نے اچانک مجھے اس بات کا علم دیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بڑے زور سے یہ تحریک ڈالی کہ جس قدر جلد ہو اس ملک سے تمہارا نکلنا نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ تمہاری ذات کا کوئی سوال نہیں۔ ایک رات پہلے یہ مَیں عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم! مَیں جان دوں گا احمدیت کی خاطر اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے روک نہیں سکے گی اور اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں کہ جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کتنی خوفناک سازش ہے جماعت کے خلاف، جسے ہر قیمت پر مجھے ناکام کرنا ہے اور وہ سازش یہ تھی کہ جب خلیفہ وقت کو قتل کیا جائے اور جماعت اس پر اُبھرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جائے، ربوہ کو ملیامیٹ کیا جائے فوج کشی کے ذریعہ اور وہاں نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے خلافت کا، وہ انسٹیٹیوشن ختم کر دی جائے۔ اس کے بعد دنیا میں کیا باقی رہ جاتا۔ خدا تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں اور جن حالات میں اللہ تعالیٰ نے نکالا یہ اس کے کاموں ہی کا ایک ثبوت ہے۔ یہ نہیں مَیں کہتا کہ یہ ہو سکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ یہ ہو جاتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سے ایمان اٹھ جاتا دنیا کا کہ خدا نے خود ایک نظام قائم کیا ہے، خود اس کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کے غلبہ کے منصوبے بنا رہا ہے اور پھر اس جماعت کے دل پر ہاتھ ڈالنے کی دشمن کو توفیق عطا فرما دے جس جماعت کو اپنے دین کے احیاء کی خاطر قائم کیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ دشمن کی ہر تدبیر ناکام کر دی اس ایک تدبیر کو ناکام کر کے۔ اتنا بڑا احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کتنے خوفناک نتائج سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بچا لیا، کتنی بڑی سازش کو کلیۃً ناکام کر دیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 757-769)

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یہ پُر شوکت اعلان بھی فرمایا کہ

”امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ باندھ بھی دیں، جماعت احمدیہ کو کلیۃً نہتا بھی کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی جیتے گی کیونکہ خدا کے شیروں کے ہاتھ کبھی کوئی دنیا میں باندھ نہیں سکا۔ یہ زنجیریں لازماً ٹوٹیں گی اور لازماً یہ زنجیریں باندھنے والے خود گرفتار کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا میں کوئی بدل نہیں سکتا۔ کبھی خدا کے ہاتھ بھی کسی نے باندھے ہیں؟ اس لئے خدا والوں کے جب ہاتھ باندھے جاتے ہیں تو عملاً یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم خدا کے ہاتھ باندھ سکتے ہیں۔ اس لئے خدا کے ہاتھ تو کھلے ہیں۔ قرآن کریم اعلان فرمارہا ہے بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ (المائدہ 65) اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ اس کا دایاں ہاتھ بھی کھلا ہے اور اس کا بایاں ہاتھ بھی کھلا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت خدا کے ہاتھوں کو نہیں باندھ سکتی۔ اس لئے آگے بڑھیں گے یہ ظلموں میں، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن یہ بھی مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے شیر، خدا کے فضل سے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ بھی ان پر غالب آکر رہیں گے۔ کوئی دنیا میں ان کے ایمان کا سر جھکا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے عزم کا سر جھکا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے صبر کا حوصلہ توڑ نہیں سکتا۔ بڑھتے رہیں جس حد تک یہ آگے بڑھتے ہیں۔ ہم بھی انتظار میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خدا کی تدبیر بھی حرکت میں ہے۔ خدا کی تقدیر بھی حرکت میں ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ۔ وَّاَکِیْدُ کَیْدًا۔ (الطارق 16-17) یہ بھی کچھ تدبیریں کر رہے ہیں اور مَیں غافل نہیں ہوں۔ میں بھی تدبیر کر رہا ہوں اور بالآخر یقیناً خدا ہی کی تدبیر غالب آئے گی۔“

خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 769-775)

سامعین! آپؒ کی وفات پر منشاءِ الٰہی کے مطابق خلافت کی باگ ڈور جب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنبھالی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نظامِ خلافت گزشتہ 22 سالوں سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جارہا ہے۔ آپ کو ”خلیفہ آف اسلام“ کا خطاب ملا، آپ کو امن کے شہزادے کے طور پر جانا جانے لگا۔ ملکوں کی پارلیمنٹوں تک جماعت کو رسائی ملی اور اسلام احمدیت کا پیغام عالمی سطح پر پہنچا۔ دشمنانِ احمدیت نے منہ کے پھونکوں سے اِس چراغ کو بجھانے کی کوشش کی مگر اللہ کی مشیئت سے یہ چراغ روشن سے روشن تر ہوتا جارہا ہے اور الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق یہ اِن شاء اللہ اپنی مزید چمک دکھلائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمارے مبلغین اور معلمین کو دھمکیاں دی جاتی ہیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ احمدی کا کام ہے کہ ہم اپنے وہ کام کئے جائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لگائے ہیں اور ان سختیوں اور ابتلاؤں کا مقابلہ اللہ کے آگے جھکتے ہوئے دعاؤں سے کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور یہ مخالفتیں اس لئے بھی زیادہ ہو رہی ہیں اور مخالفین اس لئے بھی زیادہ مخالفت پر کمربستہ ہیں کہ اُن کی حسد کی آگ ان کو اس بات پر مجبور کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اب خلافت احمدیہ کو بھی 100 سال پورے ہو گئے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم جن کو اپنے زعم میں ختم کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے یہ تو اپنی خلافت کا بھی 100 سالہ جشن تشکر منا رہے ہیں۔ پس یہ مخالفتیں تو خود ہمیں یہ ثبوت دے رہی ہیں کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 فروری 2008ء)

پھر اسی خطبہ میں فرماتے ہیں:

”مخالفین سمجھتے ہیں کہ یہ روکیں، یہ تکلیفیں جماعت احمدیہ کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ اگر کسی انسان کا یہ کام ہوتا تو گزشتہ 100 سال سے زائد عرصہ سے جو مخالفتوں کی آندھیاں چل رہی ہیں، وہ کب کی جماعت کو ختم کر چکی ہوتیں۔ کون احمدی نہیں جانتا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت نے ہی ہمیں بڑھنے، پھلنے اور پھولنے کے مواقع پہلے سے زیادہ رفتار کے ساتھ مہیا فرمائے ہیں۔ پس ہمیں اس بات کی نہ کبھی پرواہ رہی ہے اور نہ ہے کہ یہ مخالفتیں جماعت کی ترقی میں کبھی سد راہ بن سکتی ہیں...... ان کے خیال میں ہمارے جلسے بند کر کے، ہمارے تربیتی پروگرام بند کر کے جو ربوہ میں ہوا کرتے تھے، انہوں نے ہمیں معذور کر دیا ہے اور نئی نسل شاید اس طرح احمدیت سے پیچھے ہٹ رہی ہے۔ اگر مزید تھوڑا سا تنگ کیا جائے اور ان پر سختیاں کی جائیں تو یہ مزید دور ہٹ جائیں گے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ پتہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے جلائے ہوئے چراغ ان کی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 فروری 2008ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پس اے خدا! آج ہم تجھ سے تیری رحمت اور جلال کا واسطہ دے کر یہ دعا کرتے ہیں کہ یہ زمین جو تیرے پیارے رسول کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے اپنے ملکوں میں، اپنے مفادات اور اَناؤں کی تسکین کے لئے تیرے مظلوم بندوں پر تنگ کی ہوئی ہے، یہ لوگ اسے ہمارے لئے خاردار اور جنگل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، اپنی رحمتِ خاص سے اسے ہمارے لئے جنت بنا دے۔ ہمارے لئے اسے گل و گلزار کر دے۔ ہمیں تقویٰ میں ترقی کرنے والا بنا دے۔ ہمیں اپنا نہ ختم ہونے والا وصال عطا فرما۔ ہماری دعاؤں کو ہمیشہ قبولیت بخش۔ ہمیں اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت کو نام نہاد علماء کے چُنگل سے نکال کر اپنے حبیب کے عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرما تا کہ اُمت مسلمہ خیرِ اُمّت ہونے کا حق ادا کرنے والی بن جائے اور دنیا کو ظلم سے پاک کرے۔ اے ارحم الراحمین خدا! تُو ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔''

(خطبہ جمعہ 7؍اکتوبر 2011ء)

دیکھتا ہوں اپنے دِل کو عرشِ ربُّ العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار
لوگ کچھ باتیں کریں میری تو باتیں اَور ہیں
مَیں فدائے یار ہوں گو تیغ کھینچے صد ہزار